بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرکار ﷺ کی صورت سے اگر پیار ہے تم کو
رخسار پہ سنت کو سجا کیوں نہیں لیتے
اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بدنما لگتا
تو پھر داڑھی میرے سرکار ﷺ کی سنت نہیں ہوتی

داڑھی اور مونچھوں کا حکم

مع ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم

از

حضرۃ مولانا مفتی **احمد ممتاز** صاحب دامت برکاتہم

تلمیذ رشید

حضرۃ اقدس مفتی اعظم حضرۃ مولانا مفتی **رشید احمد** صاحب نور اللہ مرقدہ

خلیفہ مجاز

حضرۃ اقدس عارف باللہ مولانا شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب دامت برکاتہم

جامعۃ الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون: 021-32352200 موبائل: 0333-2226051

داڑھی کی فریاد

ہر روز بس اِک قتل نیا میرے لیے ہے
کس جرم کی آخر یہ سزا میرے لیے ہے

گو رہتی تھی عزت سے میں چہرے پہ نبی کے
امت کا مگر جور و جفا میرے لیے ہے

آلام و مصائب سے گذرتی ہوں میں کیا کیا
کیا کیا اے خدا کرب و بلا میرے لیے ہے

عملاً نہیں کرتے ہیں مجھے چہرے پہ برداشت
گو لب پہ بہت مدح و ثنا میرے لیے ہے

دنیا میں ہر اِک چیز کو ہے زندگی کا حق
افسوس فقط ایک فنا میرے لیے ہے

ہر شیو سے ہستی میری مٹ جاتی ہے یکسر
ہر روز بس اِک قتل نیا میرے لیے ہے

از

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا منصور ناصر صاحب زید مجدہم

خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرۃ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب زید مجدہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال : قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : كل امتی يدخلون الجنة الا من ابی قيل : و من ابی قال : من اطاعنی دخل الجنة و من عصانی فقد ابی (رواه البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : ''میری پوری کی پوری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا، کہا گیا اور کس نے انکار کیا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا''۔

ڈاڑھی اور مونچھوں کا شرعی حکم

السؤال : ﴿۱﴾ ڈاڑھی رکھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کو منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کرنا جائز ہے؟ ﴿۲﴾ ڈاڑھی کی حد کیا ہے؟ کیا ریش بچہ ڈاڑھی میں داخل ہے؟ اور حلق کے بالوں کا کیا حکم ہے؟ ﴿۳﴾ مونچھوں کی جائز اور ناجائز صورت کیا ہے؟

.... سائل : امجد، اختر کالونی، کراچی۔

الجواب باسم ملهم الصواب

﴿۱﴾ تینوں طرف سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، اس کا منڈانا اور ایک مٹھی سے کم کرنا دونوں حرام اور گناہ کبیرہ ہیں، بلکہ دو وجہ سے دوسرے کئی کبائر سے بڑھ کر کبیرہ گناہ ہیں۔ **پہلی وجہ** یہ ہے کہ یہ علانیہ گناہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: كل أمتی معافی الا المجاهرين (البخاری) ''میری پوری اُمت لائقِ عفو ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے لائق عفو نہیں''۔ **دوسری وجہ** یہ ہے کہ ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے کا گناہ ہمیشہ رات دن ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ نماز پڑھ رہا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے تلاوت و ذکر کر رہا ہے تو بھی ساتھ، سو رہا ہے تو بھی ساتھ، غرض یہ چوبیس گھنٹے ہر حال میں نافرمان ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں : ڈاڑھی کی حدِ شرعی ایک قبضہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں سند کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے اور فتح القدیر اور درِ مختار وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کاٹنا یا کاٹ کر ایک مشت سے کم کرا لینا کسی کے نزدیک بھی مباح نہیں، کسی نے اس کو مباح قرار نہیں دیا۔ یہ اجماع کے درجے میں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۶۵)

حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: باجماعِ امت ڈاڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح ایک قبضہ (مٹھی) سے کم ہونے کی صورت میں کتروانا بھی حرام ہے۔ (ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ) حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ کا اس پر اتفاق ہے۔

(امام ابن ہمام، علامہ حصکفی وعلامہ ابن عابدین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :)

و يحرم على الرجل قطع لحيته الخ. و أما الأخذ منها و هي ما دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة و مخنثة الرجال فلم يبحه احد

(فتح القدير ، الدر المختار وغيرهما)

حرام ہے ڈاڑھی کاٹنا (یعنی منڈانا) اور اس حال میں کہ ایک مٹھی سے کم ہو، کترنا (یعنی ایک مٹھی سے کم کرنا جیسے مغرب پرست اور مَردوں میں سے ہیجڑے قسم کے لوگوں کی عادت ہے) کسی کے یہاں مباح (اور جائز) نہیں (جواہر الفقہ ۲/۴۲۳)

ڈاڑھی منڈانے اور کٹانے کی حرمت جس طرح اجماع سے ثابت ہے، درجِ ذیل **احادیث** سے بھی ثابت ہے :

حدیث (۱) : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال : خالفوا المشركين وفروا اللحى و احفوا الشوارب (البخاری ۲/۸۷۵)، آپ ﷺ نے فرمایا : ''مشرکین کی مخالفت کرو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو صاف کرو''۔

حدیث (۲) : عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : انهكوا

الشوارب و اعفوا اللحی (البخاری ۸۷۵/۲) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھوں کو خوب کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو خوب بڑھاؤ'' ...... ان دو حدیثوں سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) ڈاڑھی کٹانا، منڈانا اور مونچھیں بڑھانا مشرکین کا طریقہ اور عادت ہے، جس سے آپ ﷺ نے '' خالفوا المشرکین '' کے الفاظ سے اپنی امت کو حکم دیا کہ تم پر ان مشرکوں کی مخالفت کرنا لازم ہے اور مخالفت تب ہوگی جب ہم ان کے خلاف ڈاڑھیوں کو بڑھادیں اور مونچھوں کو کٹادیں۔ (۲) ان روایات میں '' اعفوا اللحی '' اور '' وفروا اللحی '' دونوں امر کے صیغے ہیں، اور قاعدہ یہ ہے کہ جب تک قرینہ صارفہ نہ ہو، امر وجوب اور لزوم کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں لہذا یہاں یہ امر وجوب اور لزوم کے لئے ہونگے اور مطلب یہ ہوگا کہ ڈاڑھیوں کا بڑھانا اور لمبا کرنا امت کے ذمے واجب اور لازم ہے اور اس کے خلاف کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

اشکال (۱) : ڈاڑھی بڑھانا تو انسان کے اختیار میں نہیں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کی ڈاڑھیاں زیادہ بڑھتی ہی نہیں اور بعض کی تو نکلتی ہی نہیں، جب کہ انسان امور اختیاریہ کا مکلف ہے۔ تو یہ غیر اختیاری حکم کیوں دیا گیا؟ جواب : یہاں ''ڈاڑھی بڑھانے'' اور ''زیادہ کرنے'' کے حکم سے مقصود یہ ہے کہ ''ڈاڑھیوں کو کاٹو مت'' اور یہ اختیاری امر ہے۔ لہذا ان احادیث صحیحہ سے صراحۃً ڈاڑھی کاٹنے کی ممانعت ثابت ہوئی۔

اشکال (۲): جب ڈاڑھی کاٹنا ممنوع ہے تو ایک مٹھی سے زائد کا کاٹنا کیوں جائز بلکہ افضل ہے؟ جواب: حضرۃ عمر، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مٹھی سے زائد کاٹنا ثابت ہے، اور ان کا یہ عمل حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، اس وجہ سے ایک مٹھی سے زائد کاٹنے کو مستثنی کر کے جائز قرار دیا ہے۔ و کان ابن عمر رضی اللہ عنہ اذا حج او اعتمر قبض علی لحیته فما فضل أخذه (البخاری ۸۷۵/۲)

حضرۃ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی کو مٹھی

میں پکڑ کر زائد بالوں کو کاٹ دیتے۔ و روی مثل ذلک عن أبی هريرة و فعل عمر برجل. و عن الحسن البصری ، أنه يؤخذ من طولها وعرضها ما لم يفحش و حملوا النهی علی منع ما كانت الأعاجم تفعله من قصها و تخفيفها (حاشية البخاری ۸۷۵/۲ ، فتح الباری بتغير ۴۲۹/۱۰)

''اور حضرۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضرۃ ابن عمر رضی اللہ عنہ جیسا عمل مروی ہے۔ اور حضرۃ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے ساتھ یہی عمل کیا تھا اور جلیل القدر تابعی حضرۃ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے بھی یہی منقول ہے کہ زیادہ بڑی ڈاڑھی، جس سے وحشت محسوس ہو، کو طول وعرض میں کاٹا جائے گا (گویا) ان حضرات نے کاٹنے سے منع کے حکم کا مصداق عجمیوں کا معمول ٹھہرایا ہے اور ان کا معمول یہ تھا کہ وہ بہت زیادہ (یعنی مٹھی سے کم تک) کاٹتے تھے''

اشکال (۳): یہ جو کہا جاتا ہے کہ ''مشرکین ڈاڑھیاں کٹاتے اور مونچھیں بڑھاتے تھے اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس حدیث میں مشرکین کی مخالفت کا حکم دیا ہے'' کا ثبوت کسی کتاب کے حوالے سے دیا جاسکتا ہے؟ جواب: جی ہاں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے نقل فرمایا ہے: ''کسری (جو مجوسیوں یعنی آگ پرستوں اور مشرکوں کا بادشاہ تھا) کی جانب سے آپ ﷺ کی خدمت میں دو قاصد آئے، ان دونوں کی ڈاڑھیاں کٹی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں: فكره النظر اليهما و قال : ويلكما من أمركما بهذا ؟ قال : أمرنا ربنا يعنيان كسرى ، فقال رسول الله ﷺ و لكن ربی أمرنی باعفاء لحيتی و قص شاربی،'' پس آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کرنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو، تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا؟ وہ بولے: کہ یہ ہمارے رب یعنی شاہ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن میرے رب نے تو مجھے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔ (البداية والنهاية ۶۶۳/۲ ،المكتبة الحقانية)

قال الملا علی القاری رحمه الله تعالی : و قص اللحية من صنع

الأعـاجم و هو اليوم شعار كثير من المشركين كالأفرنج و الهنود ، و مـن لا خـلاق له في الدين من الطائفة القلندرية (مرقاة ٢/٩١)۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اور ڈاڑھی کاٹنا عجمیوں کا طریقہ ہے، اور وہ آج کل بہت سے مشرکوں کا شعار بن چکا ہے جیسے انگریزوں اور ہندوؤں کا، اور قلندری ٹولے کا جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔

﴿۲﴾ نچلے جبڑے کے سارے بال اور ریش بچہ ڈاڑھی کا حصہ ہیں، اس لئے ان کا کٹانا حرام ہے۔ البتہ اوپر کے جبڑے یعنی رخسار کے بال ڈاڑھی میں داخل نہیں لہٰذا انہیں صاف کرنا جائز ہے۔ لیکن اس میں بعض لوگ جو اتنا مبالغہ کر لیتے ہیں کہ نچلے جبڑے کے کچھ بال اور ریش بچہ کے دائیں بائیں کے بال بھی کاٹ لیتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے .... حلق کے بال صاف کرنا خلافِ اولیٰ ہے۔

قـال الشيـخ الامام بدرالدين العيني رحمه الله تعالیٰ : و اللحى بكسر اللام و ضمها ، بالقصر و المد جمع لحية بالكسر فقط و هي اسم لما نبـت على الخدين و الذقن ، قاله بعضهم على الخدين ليس بشيء ، و لو قال على العارضين لكان صواباً (عمدة القاري ١/٩١)

قال في الهندية : و نتف الفنيكين بدعة و هما جانبا العنفقة و هي شعر الشفة السفلى (الهندية ٥/٣٥٨)

قـال العـلامة ابـن عابدين رحمه الله تعالیٰ : (تنبيه) و نتف الفنيكين بدعة و هما جانبا العنفقة و هي شعر الشفة السفلى (الشامية ٦/٤٠٧)

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالیٰ : و لا يحلق شعر حلقه و عن أبي يوسف رحمه الله تعالیٰ لا بأس بذلك (الشامية ٣/٣٧٩)

قـال الامام الفقيه الشيخ محمد انور شاه الكشميري رحمه الله تعالى : فان قطع الأشعار التي على وسط الشفة السفلى ، أي العنفقة ، بدعة

و يقال لها ريش بچه (فيض الباري ٤/٣٨٠)

﴿۳﴾ مونچھیں : سب سے بہتر یہ ہے کہ قینچی سے خوب باریک کر دی جائیں۔ اگر مونچھیں رکھنی ہیں تو بھی اوپر کے ہونٹ کا کنارہ صاف رکھنا واجب ہے، مونچھوں کو اتنا بڑھانا کہ یہ کنارہ چھپ جائے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مـن لـم يأخذ من شاربه فليس منا (رواه أحمد و الترمذي و النسائي ، المشكوة : ٨١)، و قال الترمذي : هذا حديث صحيح (أوجز المسالك ٦/٢٣٠)، جس نے مونچھ نہ کاٹی وہ ہم میں سے نہیں۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے : مـن طول شاربه عوقب بأربعة اشياء ، لا يجد شفاعتي و لا يشرب مـن حوضي و يعذب في قبره و يبعث الله اليه المنكر و النكير في غضب (أوجز المسالك ٦/٢٣٠)، جس نے اپنی مونچھ بڑھائی، اس کو چار قسم کی سزا دی جائے گی:

(۱) میری شفاعت سے محروم ہوگا،
(۲) اور میرے حوض کا پانی پینا نصیب نہ ہوگا،
(۳) اور قبر کے عذاب میں مبتلا ہوگا،
(۴) اور اللہ تعالیٰ منکر، نکیر کو اس کے پاس غصے اور غضب کی حالت میں بھیجے گا۔

قال المحدث الشيخ أحمد علي السهارنفوري رحمه الله تعالیٰ : و في اللـمعات و ذهب بعضهم بظاهر قوله احفوا الشوارب الى استئصاله و حلقه و هو قول الكوفيين و أهل الظواهر و كثير من السلف و خالفهم آخرون و أول الاحفاء بالأخذ حتى تبدو و هو المختار ...... و قد اشتهر عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أنه ينبغي أن يأخذ من شاربه حتى يصير مثل الحاجب (حاشية البخاري ٢/٨٧٤) ....

و الله سبحانه و تعالیٰ أعلم

ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ، شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیر گناہ ہے اور عورتوں کے لئے کھلا رکھنا حرام ہے......جبکہ آج معاملہ الٹا ہے......مرد ڈھانپتے ہیں اور عورتیں ''ملا پاجامہ'' کے نام سے شلوار سلوا کر ٹخنے کھلے رکھتی ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث ہے: **ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار ۔**

(بخاری ج ۲ ص ۸۶۱ باب ما اسفل من الکعبین ففی النار)...... اِزار سے (پاجامہ، لنگی، شلوار، کُرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جلے گا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **بذل المجہود شرح ابی داؤد** میں لکھا ہے کہ اِزار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آرہا ہے تہبند، لنگی، شلوار، پاجامہ، کُرتہ وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں چھپانے چاہیۓ......جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں......لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کُرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں......بلکہ اس حالت میں بھی اُوپر کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے۔

ٹخنے دو حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جس وقت کھڑے ہوں۔

(۲) جس وقت چل رہے ہوں۔

پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنے ازار سے چھپ جائیں تو کوئی گناہ نہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہئیں اس لئے جب مسجد آتے ہیں تو ٹخنے کھول لیتے ہیں......یہ سخت غلط فہمی ہے......خوب سمجھ لیں کہ ٹخنے کھولنا صرف نماز ہی میں ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل رہے ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے......ورنہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔

حضرت علامہ خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وھذا فی حق الرجال دون النسآء

(بذل المجھود، کتاب اللباس ص ۵۷)

اور یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے......عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا: **(انی حمش الساقین)** کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں (مطلب یہ تھا کہ اس بیماری کی وجہ سے ٹخنے ڈھانپ سکتا ہوں؟) لیکن آپ ﷺ نے ان کو ٹخنہ چھپانے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا: **ان اللہ لا یحب المسبل (فتح الباری ج ۱۰ کتاب اللباس ص ۲۶۴)** اللہ تعالیٰ (ٹخنہ) چھپانے والے سے محبت نہیں کرتے۔

دوستو! غور کریں کہ ٹخنہ چھپا کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

عن عبید بن خالد رضی اللہ عنہ قال بینما انا امشی بالمدینۃ اذا انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانہ اتقی وانقی فالتفت فاذا ھو رسول اللہ ﷺ فقلت یا رسول اللہ (ﷺ) انما ھی بردۃ ملحاء قال اوما لک فیّ اسوۃ فنظرت فاذا ازارہ (ﷺ) الی نصف ساقیہ (ﷺ) (شمائل ترمذی ص ۸)

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینے منورہ میں چل رہا تھا کہ پیچھے

سے کوئی آواز دے رہے ہیں...... ارفع ازارک تہبند اوپر کیجئے......فانہ اتقی وانقی...... کیونکہ اس میں تیرے دل اور تقویٰ کی بھی حفاظت ہے اور تیرے کپڑے کی بھی حفاظت ہے......فالتفت فاذا هو رسول الله ﷺ ......میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے (جو مجھے نصیحت فرما رہے تھے)...... میں نے عرض کیا ......انما هی بردة ملحاء...... یہ کوئی شان والی قیمتی چادر نہیں (اگر پاؤں کے نیچے آنے کی وجہ سے خراب بھی ہو جائے تو کوئی خاص نقصان نہ ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا (کہ چادر کی قیمت کی طرف نظر ہے؟)...... اوما لک فیّ اسوة...... کیا میرے طرزِ حیات میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟ فرماتے ہیں کہ میں نے پھر آپ ﷺ کی طرف دیکھا......فاذا ازاره (ﷺ) الی نصف ساقیه (ﷺ)......تو آپ ﷺ کی چادر مبارک آدھی پنڈلیوں تک تھی۔

پس محبت کے لیے صرف زبانی دعوے کافی نہیں ہیں، محبت تو محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے۔

لو کان حبک صادقا لا طعته ان المحب لمن یحب مطیع

یعنی اگر تو محبت میں صادق ہوتا تو محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

پس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور رُسول ﷺ کی نافرمانی نہ کریں......ان کے ہر حکم کو بجالائیں۔

روحانی طبیبوں سے دوا کیوں نہیں لیتے؟

ایمان کی حلاوت کا مزہ کیوں نہیں لیتے
سڑکوں پر نگاہوں کو جھکا کیوں نہیں لیتے

کوّے تو نہیں ہو کہ ہو مرغوب غلاظت
تم ہنس ہو موتی کی غذا کیوں نہیں لیتے

کرتے ہو معاصی کے مرض کو نظر انداز
روحانی طبیبوں سے دوا کیوں نہیں لیتے

ہر بے کس و مجبور کی کرتے ہو خوشامد
اک صاحب قدرت کو منا کیوں نہیں لیتے

سرکار ﷺ کی صورت سے اگر پیار ہے تم کو
رخسار پہ سنت کو سجا کیوں نہیں لیتے

کیوں مسٹر و ملّا کے ہو مابین میرے دوست
داڑھی کو تم اک مشت بڑھا کیوں نہیں لیتے

کہتے ہو مرض کبر کا جب تم میں نہیں پھر
شلوار کو ٹخنوں سے اٹھا کیوں نہیں لیتے

ہیں داغ جو عصیاں کے اثر دامن دل پر
اشکوں کے سمندر میں نہا کیوں نہیں لیتے

☆☆☆☆☆